رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۷۷

Registered No. L. 477

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

سنہ ۱۹۱۰ جلد ۱۴

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دار الامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ر

خواص سے ۶ر

ہندوستان سے باہر ۷ر

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲ر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸ تاریخ سے شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

مہاراجہ صاحب کی ایک اور تصنیف

اسی ضمن میں یہ ذکر قابل مسرت ہوگا کہ آجکل الہ آباد یونیورسٹی کسی اخلاقی کتاب کی تصنیف کی فکر میں ہے جس کو وہ مائنٹ سکولوں میں رائج کرنا چاہتی ہے میں الہ آباد یونیورسٹی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مہاراجہ صاحب اجی گڈھ سے اس بارہ میں خط و کتابت کر کے ایک ایسی کتاب حاصل کر سکتی ہے جو انہوں نے خاص اسی مطلب کو مدنظر رکھکر تصنیف کی ہوئی ہے مجھے اس کتاب کا مسودہ پڑھنے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ یہ کتاب تمام مذاہب کے لوگ بلا اختلاف رائے نہایت خوشی کے ساتھ پڑھینگے اور اس سے وہ غرض حاصل ہو سکتی ہے۔ جو الہ آباد یونیورسٹی کو مدنظر ہے ✦

خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب

سالگرہ ملک معظم کی تقریب پر جو گزٹ خطابات کا شائع ہوا ہے اس میں جنرل مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال جالندھر کو خان بہادر کا خطاب دیا گیا ہے۔ دو سال کا عرصہ گذرتا ہے معزز ہمعصر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے خصوصیت کی رو سے اس معاملہ پر لکھا تھا کہ مرزا سلطان احمد صاحب اپنی خاندانی وجاہت کے علاوہ اپنی ذاتی قابلیت اور خوبیوں کے باعث بھی ہر جگہ گورنمنٹ کی عزت افزائی کے جائز مستحق ہیں خدا کا شکر ہے کہ یہ آواز صدا بہ صحرا ثابت نہیں رہی۔ خطابات کی تقریب پر عموماً اخبارات میں نکتہ چینیاں ہوا کرتی ہیں اور بعض اوقات خطابات کی قدر و قیمت کو غیر مستحق اشخاص کو ملنے سے بہت ہی کم سمجھا جاتا ہے مگر مرزا سلطان احمد صاحب کو عطائے خطاب پر کل اخبارات نے متفق ہو کر اعتراف کیا ہے کہ حق بحقدار رسید۔ الحکم کو اس خطاب کے متعلق سب سے پہلے شکریہ کی اشاعت ضروری تھی مگر وہ ملک کے اخبارات کی آواز کو اول سننا چاہتا تھا۔ مرزا سلطان احمد صاحب قطع نظر اسکے کہ وہ قادیان کے مغل خاندان کے ایک روشن ستارے ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہمیشہ سے دوستانہ اور وفادارانہ تعلقات رکھتا آیا ہے اور قطع نظر اس امر کے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں مرزا صاحب کے دادا صاحب مرحوم نے گورنمنٹ کو ایک معقول دستہ سواران سے مدد دیکر اپنا فرض دوستی و وفاداری ادا کیا اور ایسا ہی مرزا سلطان احمد صاحب کے والد ماجد حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مغفور نے جو احمدی تحریک کے امام اور پیشوا تھے ۲۵ برس تک اپنی رنگ میں جو خدمت سلطنت برطانیہ کی کی ہے اسکی نظیر نہیں مل سکتی اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ میدان جنگ میں لاکھوں آدمیوں کی فوج بھیجکر مدد دینے سے بھی بڑھکر مدد دینی تھی وہ بڑھکر ہے وہ یہ کہ مذہبی حیثیت سے حضرت مغفور نے مسلمانوں کے دلوں میں اس عقیدہ کو بٹھا دیا کہ

خونی مہدی اور مسیح کی آمد کا غلط عقیدہ ہے

بلکہ آنیوالا شخص ایک ہی تھا۔ جو سلامتی کا شہزادہ اور امن کا پیغام رساں تھا۔ مسیح و مہدی کی پیشگوئی جو اسلامی دنیا میں چلی آتی تھی وہ حضرت مغفور کے وجود میں پوری ہو گئی اور اس پیشگوئی نے جو پولیٹیکل اہمیت مدبران ملک کے طبقہ میں پیدا کی تھی اور مہدی کی پیشگوئی ایک محاربہ عظیم کا خونی منظر پیش کرتی تھی اور اس سے ہمیشہ کیلئے ایک خطرہ سمجھا جاتا تھا اس خطرہ کو دور کر دیا اور اپنی طرز عمل اور جان لاکھ سے زیادہ کی جماعت کھڑی کر کے بتا دیا کہ گورنمنٹ جو اس عقیدہ کی وجہ سے مسلمانوں سے کبھی بدک سکتی تھی آئندہ اسکا خطرہ نہیں رہا۔

اسی طرز پر اب آپکا جانشین خلیفہ بلافصل گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق وفاداری کو خیالات مذہبی رنگ اور عقیدہ کی صورت میں پیدا کر رہا ہے۔

یہ بہت بڑی خدمت حضرت مسیح موعود کی تھی عربی اور فارسی تصنیفات کے ذریعہ اسی اسلامی ممالک میں پھیلایا گیا ✦ ان تمام باتوں کے باوجود مرزا سلطان احمد صاحب نے اپنی قابلیت اور اپنے فرض منصبی کی ادائیگی اور اپنے افسران کی سچی اطاعت اور وفاداری سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس خطاب کا جائز مستحق تھا اور اسے کئی سال پہلے اس کو اس معزز خطاب سے نوازا جانا چاہئے تھا۔

زمینداروں کی بہبود و سود کے متعلق مرزا صاحب نے زراعتی بنکوں کے اجرا اور ایکٹ انتقال اراضی کے وقت ایک نیا سلسلہ مضامین کا لکھکر اپنی قابلیت کا ثبوت دیا ہے وہ نمایاں امر ہے۔ پھر ان سیاسی باتوں کے علاوہ مرزا صاحب موصوف ایک علمی دماغ رکھتے ہیں ہندوستان پنجاب کے تمام لٹریری سوسائٹی انکی علمی تحریروں کے مرہون منت ہیں ✦ آپنے کئی اخلاق اور علمی کتابوں کو شائع کر کے علمی دنیا میں نام پیدا کیا ہے اور گورنمنٹ پنجاب نے بھی ایسی تصانیف کے صلہ میں آپ کی عزت افزائی کی ہے۔ ان دنوں آپکی ایک ضخیم کتاب چھپ رہی ہے جو اردو لٹریچر میں اپنی طرز کی پہلی مفید کتاب ہوگی اور امید کیجاتی ہے کہ گورنمنٹ پنجاب خصوصاً اس کتاب کی قدر کریگی۔

الغرض مرزا صاحب موصوف اپنی مسلمہ دیانت اور قابلیت اور جفاکشی اور علمی مذاق کے ہمیشہ اپنی فرض منصبی کو پوری امانت کے ساتھ ادا کرنے میں مشہور ہیں اور باوجود ان باتوں کے انہوں نے خطابات کے ہوس کے لوگوں کی طرح کبھی خواہش کی اور ہاتھ نہیں پھیلایا۔ اور اب مرزا صاحب کو خطاب کے دیئے جانے نے ثابت کر دیا ہے کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر اپنے نیک دل اور کارکن ماتحتوں کی پہلی خدمات کی قدر کرنیکو ہر وقت طیار رہتے ہیں۔

اس خصوص میں عالی جناب آنریبل میکلیگن صاحب بالقابہ چیف سکریٹری گورنمنٹ پنجاب خصوصاً شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کی خدمات کو گورنمنٹ میں پیش کرنے میں عالی ہمتی سے کام لیا ہے۔

پس ہم اس عطائے خطاب پر گورنمنٹ پنجاب کے شکر گذار ہیں کہ اونہوں نے ایک جائز حقدار خاندان کے ایک معزز ممبر اور اپنے قابل عہدہ دار کی عزت افزائی فرمائی ✦

شکریہ کی یہ سپرٹ اور بھی بڑھجاتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب موصوف ریاست بہاولپور میں کونسل کے ممبر بنا کر بھیجے گئے ہیں ریاست بہاولپور کی خوش نصیبی ہے کہ اُسے ایک بے لوث اور محنتی آدمی ملا ہے مجھے اس خصوص میں زیادہ کہنے کی حاجت نہیں واقعات اور تجربہ خود بتائیگا۔ اُمید کیجاتی ہے کہ ریاست بہاولپور کے زمینداروں کی اصلاح حال اور انھیں تعلیمی مذاق پیدا کرنے میں مرزا صاحب کی قابلیت خاص نمونہ دکھائیگی کیونکہ زمینداروں کی سقیم الحالی کی اصلاح کیلئے مرزا صاحب ایک خاص جوش اور دلچسپی رکھتے ہیں ✦ بہرحال اللہ تعالیٰ کے اس فضل کے لئے بھی ہم شکر گذار ہیں اور مرزا صاحب کو صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کے بھی وارث ہوں جو نسل کا اصل مقصود اور مطلوب ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ امام کی یہ شاخ ہر طرح برومند ہو اور اسکا فیض عام ہو۔ آمین ✦

ممالک غیر میں تبلیغ اسلام

الحکم کی گزشتہ اشاعت میں ایک تحریک کی گئی تھی۔ کہ ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لئے ہمیں پہلا قدم اُٹھانا چاہئے۔ اور اس کی سبیل خاکسار ایڈیٹر الحکم نے یہ پیش کی تھی۔ کہ فی الحال ایک گریجویٹ جس کو حضرت خلیفۃ المسیح منتخب کریں۔ وہاں وظیفہ دیکر بھیجا جاوے۔ اور وہاں رہکر وہ سلسلہ کے ایجنٹ کی حیثیت سے کچھ کام کرتا رہے۔ اور اپنی تعلیم کے سلسلہ کو جاری رکھے۔ اس سے جہاں احمدی نوجوانوں کو رفتہ رفتہ انگلستان کی اعلیٰ تعلیم میں حصہ لینے کا موقع ملیگا اور وہ قوم کے لئے خدا کے فضل سے ایک مفید وجود بن سکے گا۔ وہاں وہ اپنے دوران قیام میں اپنی تقریروں۔ تحریروں اور ملاقات کے ذریعہ مستعد اور قابل طبیعتوں کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے کا کام کرے گا۔ اور سلسلہ کی طرف سے جو ٹریکٹ اور رسالے شائع ہونگے ان کی تقسیم کا کام بھی اس سے لیا جائے گا۔ اس طرح پر ولائت میں ہماری اپنی ایک ایجنسی قائم ہوسکے گی۔ اور اس وقت تک کہ ایک مستقل وفد ولائت میں بھیجا جاوے۔ یہ کام ایک حد تک ہوسکے گا۔ اور خدا کے فضل سے کیا بعید کہ بہت سی روحیں اس وفد کو لبیک اور خیر مقدم کہنے کو تیار ہوں۔ میری اس تحریک پر جو پہلی تائیدی صدا آئی ہے۔ اس نے میرے حوصلہ کو بہت بڑھا دیا ہے اور مجھے یقین ہوگیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مخلصانہ تحریک کو بارآور کریگا۔ اس تحریک کی تائید میں سلسلہ عالیہ کے ایک درخشندہ گوہر خانصاحب محمد حسین خان صاحب مکرمی نے خیرپور میرس سے مجھے جو خط لکھا ہے میں اسے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ دو سو روپیہ ماہوار کے اخراجات کے لئے وہ دس روپیہ ماہوار مستقل اپنی جیب سے دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اور آمد و رفت کے اخراجات کا 1/5 دینے کو تیار ہیں۔ یہ رقم جس وقت اُنہیں لکھا جائیگا۔ وہ بھیجدیں گے۔ ایکسو نوے (۱۹۰) روپیہ ماہوار کے اخراجات کی اور سفر خرچ کے 4/5 کی ضرورت ہے۔ اگر سفر خرچ کے لئے چار آدمی وعدہ کر لیں۔ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اور اس دو سو روپیہ ماہور کی رقم کے پورا کرنے کے لئے ۱۹ اور آدمی اور خانصاحب کی طرح ہمت کریں تو یہ رقم جلد تر پوری ہو جاتی ہے۔ ایڈیٹر الحکم اپنے ایک مخدوم اور مکرم دوست کی طرف سے یہ اطمینان ظاہر کرنے کو تیار ہے۔ کہ وہ سفر خرچ کا 1/5 اور دس روپیہ ماہوار انشاء اللہ اس سے اس مد میں دے سکیگا۔ اور وہ بھی پوری خوشی سے دیگا۔ اب صرف ۱۸۰ روپیہ ماہوار اور 3/5 اخراجات سفر ولائت کی حاجت ہے۔ کیا الحکم کے ناظرین اس کام کو اپنے ذمہ نہ لیں گے؟ اگر الحکم کے سرپرستوں نے تبلیغ ممالک غیر کے لئے یہ قدم اٹھالیا۔ اور خدا کے فضل سے مجھے امید ہے وہ اُٹھائیں گے تو یہ عظیم الشان مخلصانہ کام ان کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دیگا۔ اے مردان بکوشید میں سلسلہ کے نوجوانوں سے خصوصاً امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اس مرحلہ کو آسان کرنے کیلئے ہمت سے کام لیں۔ کیونکہ اگر یہ قائم ہوگیا۔ تو خدا کے فضل سے اپنے معاصرین کے لئے ایک بہترین میدان ترقیات کا پیش کر سکیں گے۔

میں اب خانصاحب ممدوح کی چٹھی نہایت شکریہ کے ساتھ درج کرتا ہوں۔ اور دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس اخلاص میں بہت بڑی ترقی عطا فرماوے۔ خدا کرے کہ اگلی اشاعت تک میں ۸۰ روپیہ ماہوار کا بہت بڑا حصہ اعلان کرنے کے قابل ہو سکوں۔

وہ خط یہ ہے

خیرپور میرس — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳ جولائی ۱۹۱۰ء — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کرم فرمائے بندہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اخبار الحکم مورخہ ۷ر جولائی کا وصول ہوا۔ ممالک غیر میں تبلیغ کے بارہ میں آپ نے جو رائے پیش کی ہے۔ کہ ولائت میں کسی گریجویٹ کا بھیجنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ یہ ہمیں بہت ہی پسند ہے۔ اور میں اس رائے کے شامل ہوں۔ فی الحال فنڈ کی قلت کے باعث بہترین راہ یہ ہے۔ کہ کسی گریجویٹ کو جس نے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ الرحمٰن سے قرآن مجید خصوصاً اور دینیات کی کتابیں پڑھی ہوں بھیجا جاوے۔ طالب علم کی رہائش وغیرہ کا خرچ ولائت میں قریباً دو سو روپیہ ماہوار ہوتا ہے۔ اگر احمدی احباب ماہوار کچھ کچھ مستقل اس میں دیا کریں۔ تو دو سو روپیہ ماہوار کا مہیا ہونا کچھ مشکل امر نہیں۔

دس روپیہ ماہوار کا چندہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ جو ہمیشہ تک انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات دیتا رہونگا۔ بلکہ ایک سال کا پیشگی ادا کر دونگا اور اخراجات سفر کا پنجم حصہ جو کہ ایک سو روپیہ ہوگا۔ وہ بھی میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ ولائت تک پانچ سو روپیہ خرچ کرایہ سیکنڈ کلاس لگتا ہے اس بارہ میں آپ تحریک میں بہت ممدوح ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک تحریک میں کامیاب کرے۔ جو گریجویٹ حضرت خلیفۃ المسیح صاحب انتخاب فرمائیں گے۔ وہ انشاء اللہ ضرور اس لائق ہوں گے۔ کہ تبلیغ کا حق بوجہ احسن ادا کریں۔ درحقیقت ایک صادق احمدی گریجویٹ کا ولائت جانا خالی از فوائد نہ ہوگا۔

(باقی آیندہ)

آسمانی مسیح اور اُسکا رفیق مہدی

اور

گورنمنٹ اور ہم اور بٹالوی

(نمبر ۲)

ناکام و نامراد کون ہے؟ مہدی یا اس کا منکر!

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے اپنی ادعائی عالمانہ شان کی پرواہ نہ کرکے اس مضمون میں حضرت مصنف پر یہ کہکر عامیانہ حملہ کیا ہے کہ آپ ناکام اٹھے۔ ہرچند اس قسم کا حملہ کرنے سے پہلے ان کا فرض تھا کہ اس سوال کے تمام پہلوؤں پر غور کر لیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے اب میرا فرض ہے کہ میں اس سوال کے تمام پہلوؤں پر غور کرکے واقعات کے رو سے بتاؤں کہ

ناکام و نامراد کون ہے؟

آیا مسیح و مہدی جیسا کہ اُس کا دشمن کہتا اور دعوے کرتا ہے ناکام رہا یا خود وہی دشمن تصویر ناکامی اور مرقع حسرت ہے اس امر کے ثبوت میں مجھے واقعات سے بحث کرنی چاہئے کیونکہ جب تک واقعات حقہ کے ذریعہ نہ کہا جاوے ادعائی ناکامی اور کامیابی کچھ وقعت نہیں رکھتی۔

سب سے اول یہ دیکھنا ضروری ہے کہ مولوی صاحب کی مراد کامیابی سے کیا ہے اور وہ ناکامی کسے کہتے ہیں اگرچہ اُنہوں نے صراحتاً کوئی بحث اس پر نہیں کی مگر میرا خیال ہے کہ مولوی صاحب کے خیال میں کامیابی سے مراد یہ ہے کہ

ایک شخص جب اپنی قوم میں گر جاوے اور وہ جماعت سے الگ ہو جاوے اس کے حالات میں ہر طرف سے مصائب اور مشکلات کا احاطہ نظر آوے جس کام کو کرنا چاہئے اس کے اسباب میسر نہ ہوں ایسا شخص بٹالوی اصطلاح میں کامیاب کہا جاتا ہے

اور جب کوئی شخص گوشہ گمنامی سے نکلکر آسمان شہرت کا آفتاب بن جاوے۔ اور تنہائی اور بیکسی کی حالت سے نکلکر مرجع خلائق ہو جاوے اور ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی اس کے ہاتھ پر بک جانا اپنی سعادت یقین کریں جس کام کا وہ ارادہ کرے اس کے اسباب میسر ہوں بٹالوی اصطلاح میں ایسا آدمی ناکام کہا جائیگا۔

پس اگر کامیابی اور ناکامی کا یہی معیار ہے تو کچھ شک نہیں کہ

شیخ بٹالوی پورا کامیاب ہے

لیکن یہ اصطلاح اس وقت دنیا میں مسلم ہوگی جبکہ زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین کہنے کی ایجاد ہمارے واجب الاحترام بٹالوی بزرگ پبلک کرکے منظور کرائیں گے (میں بٹالوی بزرگ کی عادت سے واقف ہوں) جانتا ہوں کہ وہ میری ان تعریفوں کو جو ان کی طرف منسوب کی ہیں افترا قرار دیں گے مگر میں اس نسبت میں برسرحق ہوں کیونکہ انہوں نے واقعات حقہ کے خلاف ایک کامیاب بزرگ کو جو ناکام کہا تو اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہی ہو سکتے ہیں کہ شیخ بٹالوی کی لغت میں کامیابی کا مفہوم ناکامی ہے۔ بہرحال واقعات بتائیں گے کہ کامیاب کون ہے؟

مولوی ابو سعید صاحب نے اس مضمون کو ناحق اپنے رسالہ میں شروع کیا کیونکہ اس کا جواب ان کے لئے کسی صورت میں خوشگوار نہیں ہو سکتا فریقین کی کامیابی اور ناکامی کے سوال پر بحث کرنے کے لئے پچھلے تمام واقعات پر ریویو کرنا پڑیگا اور ان واقعات کے ضمن میں ایسے حالات کا اظہار کرنا پڑیگا جو مولوی صاحب کو خوش نہیں کر سکتے مگر

اسمیں میرا کیا قصور؟
اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

مہدی اور اسکے دشمن کے دعاوی

کامیابی اور ناکامی کے اس موازنہ اور مقابلہ کے لئے ہمیں دیکھنا چاہئے کہ مہدی اور اس کے دشمن نے پبلک میں کچھ دعاوی مشتہر کئے۔ مہدی نے بیان کیا کہ خدا تعالے نے مجھ سے کلام کیا ہے اور اس زمانہ کے لئے آپ نے مجھے مہدی اور مسیح بناکر بھیجا ہے اور اس نے پکار کر کہا کہ میں ہوں جو تمہاری اصلاح کے لئے آیا ہوں میں ہوں جو اللہ تعالے کے دین کے مخالفوں پر حجت تمام کرکے دلائل کی تلوار سے انہیں مغلوب کرنے آیا ہوں میں ہوں جس کے مقابلہ سے اسلام کے دشمن عاجز آجائیں گے میں صلیب کو مذہبی حیثیت سے توڑ داؤنگا اور اسلام کی اشاعت کروں گا مجھے اللہ تعالے نے اپنے برگزیدہ بندوں کے نقش قدم پر بھیجا ہے مجھے ان کے راستہ پر چلایا ہے جو ان نیکوکاروں کا انجام ہوا ہے وہی میرا ہوگا۔ میں کامیاب ہوکر مرونگا اور میرے دشمن ناکام نامراد رہیں گے۔ میری اہانت کرنے والوں کی اہانت ہوگی اور میری اعانت کرنے والوں کی اعانت۔ خدا تعالے ایک مخلوق کو میرے پاس بھیجے گا اور اس مخلوق کے بود باش اور خورد و نوش کے سامان آپ بھیجیگا۔ آفاق میں میرا نام روشن ہو جائے گا کوئی شخص میرے قتل پر قادر نہیں ہو سکے گا میری مخالفت کرنے والے ہر قسم کے منصوبوں اور تجویزوں سے کام لیں گے مگر وہ ہر منصوبہ میں نامراد رہیں گے اس قسم کے بہت سے دعوے آپ نے کئے اور یہ نہیں کہ وہ دو چار آدمیوں میں بیٹھ کر کئے جن کی آواز اس کے حجرے سے باہر نہ نکلی ہو نہیں بلکہ یہ صدا اس کے منہ سے نکلکر آفاق میں گونجی اور دوست دشمن نے اسے سنا اور شائع کیا۔ اسکی ہنسی اڑائی اور ٹھٹھے مارے اسی طرح پر جس طرح ان کے اسلاف

کی منت تھی۔ بالمقابل مہدی کے دشمن اول یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی پورے جوش اور قوت کے ساتھ مقابلہ کے لئے سر اٹھایا یہ دشمن معمولی دشمن نہ تھا بلکہ وہ اپنی فضیلت و علمیت پر گھمنڈ کرنے والا اپنے زور و طاقت جماعت و جتھے پر فخر کرنے والا زمین پر اکڑ کر چلنے والا دوسروں کو حقیر سمجھنے والا ناخن منہ کہتا ہوا آگے بڑھا اور بڑے عجب اور تکبر سے یہ دعوے کیا۔

ہم نے ہی اس کو اونچا کیا تھا اور ہم ہی اس کو اب تحت الثریٰ میں گرائیں گے

اس دعوے کی قوت اور شوکت جو کچھ بھی الفاظ سے ظاہر ہے وہ ایسی نہیں کہ ایک تنہا و بیکس انسان کو گھبراہٹ میں ڈال دے مگر جسے إِنِّي مَعَكَ کی آواز آچکی ہو اور جسے کہا گیا ہو کہ تو ہی کامیاب ہوگا وہ ایسی صداؤں کو کیا وقعت دے سکتا ہے

غرض یہ دعوے فضائے عالم میں گونجے اور دنیا منتظر تھی کہ اس جنگ کے خونی منظر کو دیکھے کیا یہ مدعی جو مہدی اور مسیح کہلاتا ہے اشاعۃ السنہ کے ایڈیٹر کے ہاتھ سے گر جائیگا۔

کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ تو ایسی ایک بات سے ہو سکتا تھا۔ اگر ہمارے نامہربان دوست شیخ بٹالوی گذشتہ انیس سال کے واقعات پر ریویو کر لیتے مگر انہوں نے اس ناگوار فرض کو مجھ سے ادا کرانا چاہا ہے اس لئے میں ہی انہیں بتا دوں گا (انشاء اللہ تعالیٰ) کہ واقعات کی بنا پر کون کامیاب اور کون نامراد ہے۔ غرض مندرجہ بالا دعاوی کرنے والوں میں ایک جنگ شروع ہو گئی۔ یہ جنگ تیغ و سنان کی جنگ نہ تھی بلکہ قلم عقد ہمت اور دعا کی جنگ تھی۔ بٹالوی کو اپنے علم اپنی دستار فضیلت اور مطالعہ کتب اور قلم پر ناز تھا۔ مہدی کو اپنے رب پر

بٹالوی کا الٹی میٹم (اعلان جنگ)

قبل اس کے کہیں اس موازنہ کی تفصیل دکھاؤں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس الٹی میٹم کو یہاں درج کر دوں جو بٹالوی نے تیرھویں جلد میں اول ہی اول دیا تھا تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ کس جرات اور قوت کے ساتھ وہ اٹھا تھا۔

اشاعۃ السنہ کا خصوصیت کیا تھا فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو روکے اور جملہ مضامین سابق کو چھوڑ کر بہر تن اس کے دعاوی جدیدہ کے درپے ہو اس کے اصول باطلہ کا ابطال کرے اور اصول حقہ اسلامیہ کی حمایت عمل میں لاوے اسکی موجودہ جماعت و جمعیت کو تتر بتر کرنے کی کوشش کرے اور آئندہ مسلمانوں خصوصاً اہل حدیث کو جن کا یہ خادم ہے اس جماعت میں داخل ہونے سے بچاوے کیونکہ اسی (اشاعۃ السنہ) نے قادیانی کے سابق دعوے حمایت اسلام اور مقابلہ مخالفین اسلام و وعدہ تائید دین بنشانہائے آسمانی و نصرت اصول اتفاقی سے معرکہ میں آکر ریویو براہین احمدیہ مندرجہ نمبر ۶ وغیرہ جلد ۷ میں اس کو امکانی ولی و ملہم بنایا اور لوگوں میں اسکا اعتبار جمایا تھا جس کو یہ حضرات اپنے دعاوی مستحدثہ کی تائید میں اب پیش کر رہے ہیں اور اسکی عبارات اپنی تحریرات و رسائل میں نقل کر کے ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اپنے دعاوی کی صحت ثابت کر رہے ہیں اشاعۃ السنہ کا ریویو براہین اسکو امکانی ولی اور ملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہو جاتا کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب کا ان الہامات کے سبب اسکی تکفیر تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا صرف اشاعۃ السنہ کے ریویو نے فرقہ اہلحدیث اور اپنے خریداران کے خیال میں اسکے الہام و ولایت کا امکان جما رکھا اور اور اسکو حامی اسلام بنا رکھا تھا۔ لہذا اسی اشاعۃ السنہ کا فرض ہے اس کے ذمہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا کہ اسکو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھا دیا تھا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اسکو زمین پر گرا دے اور تلافی مافات عمل میں لاوے اور جب تک یہ تلافی پوری نہ ہووے تب تک بلا ضرورت شدیدہ کسی دوسرے مضمون سے تعرض نہ کرے

یہ اعلان جنگ تھا جو بٹالوی صاحب نے شائع کیا۔ اس اعلان جنگ میں چند دعاوی ہیں جنکو نمبر وار یہاں بیان کرنا ضروری ہے۔

اول۔ اشاعۃ السنہ مہدی کی جماعت کو منتشر کر دے گا اور آئندہ لوگوں کو داخل ہونے سے روکے گا۔

دوم۔ ریویو براہین احمدیہ میں مولوی محمد حسین صاحب نے دھوکا کھایا اور لوگوں میں اعتبار جمایا۔

سوم۔ اشاعۃ السنہ کا ریویو نہ ہوتا تو تمام مسلمانوں میں بے اعتبار ہو جاتا کیونکہ علماء ہند و پنجاب و عرب کفر کا فتوے دے چکے تھے۔

چہارم۔ اشاعۃ السنہ اب اُسے زمین پر گرائیگا۔

ان ہر چہار دعاوی کی پڑتال بٹالوی کی ناکامی کی خوفناک تصویر ہے جس وقت یہ اعلان کیا گیا تھا اسوقت ان لوگوں کی تعداد جو جماعت میں داخل و شامل تھے دو تین سو سے زیادہ نہ تھی بلکہ میرا خیال ہے کہ اس سے بھی کم ہو لیکن اب بٹالوی بتائے کہ وہ اس مختصر سی جماعت کو منتشر کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے اور آئندہ کتنے دوسرے لوگوں کو جماعت میں شامل ہونے سے آپ نے روکا اور کس قدر اس کے میں اس امر کا اعتراف کرنے کو تیار ہوں کہ مولوی صاحب نے اس مقصد کیلئے بڑی جان توڑ کوشش کی ان ایام میں ان کا معمول تھا کہ وہ بلا ناغہ ریلوے سٹیشن پر جاتے اور قادیان کو آنے والے مسافروں کو روکتے اور ہر طرح سے بہکاتے اور بلاتے مگر خدا جانے وہ

کس کشش اور جذب سے متاثر ہو کر آتے تھے کہ ان کی باتوں میں نہ آتے اور وہ تکالیف برداشت کر کے چلے ہی آتے اسمیں بھی شک نہیں کہ بعض آدمی مولوی محمد حسین صاحب کی ایسی باتوں کو سن کر انہیں سخت سست بھی کہہ دیتے مگر خفت و خوشامد کرتے اور اس شخص سے نہ جھکتے اور باوجود ہر دو ناکامی اور نامرادی کے اپنے استقلال سے انہوں نے دکھا دیا کہ وہ ان لوگوں کو درغلانے اور قادیان میں آنے سے روکنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ پھر تازہ ناکامی ستقی کی طرح اپنا دیکھو۔

بے قرار کر دیتی تھی اور قادیاں کی سڑک پر وہ سراسیمہ پھرا کرتے یہ واقعات دیکھنے والے ابھی تک موجود ہیں مگر بٹالوی صاحب بھی بتائیں کہ جماعت منتشر کرنے میں وہ کامیاب ہوئے یا ناکام؟

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولود مسعود کی مبارکباد

للّٰہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاُمِّیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

امابعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ آج بروز دوشنبہ جو یوم میلاد النبی ہے۔ ۱۱ر جولائی سنہ ۱۰ء کو طلوع آفتاب کے بعد جرمخدوم نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے محلسرا میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کمال احسان سے حضرت مسیح موعود مغفور کی صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم کے بطن سے

پہلا مولود مسعود پیدا ہوا

میں اس تقریب پر صدق دل سے اپنے مخدوم آقا حضرت خلیفۃ المسیح اور مخدوم نواب صاحب قبلہ اور حضرت ام المومنین اور آپ کے خاندان کو جمیع اراکین کو **مبارکباد** عرض کرتا ہوں یہ ولادت باسعادت بہت ہی خوشیوں کا موجب اور مرکز ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور کی اس صاحبزادی کی متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کو بڑی بڑی بشارتیں دی ہوئی ہیں اور ان میں سے ایک وہ اعزاز ہے جو میں نے حضرت صاحبزادی کے نام **مبارک** کے ساتھ اضافہ کیا ہے جس کا اشارہ حضرت مسیح موعود مغفور نے ان اشعار میں کیا ہے۔

ہوا اک خواب میں مجھ پر یہ اظہر   کہ اس کو بھی ملیگا بخت برتر
لقب عزت کا پاوے وہ مقرر   یہی روز ازل سے ہے مقدر۔

بہرحال اس مولود مسعود کی ولادت تمام قوم کیلئے خاص خوشی اور مسرت کا باعث ہے۔ اور حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور مخدومہ محترمہ نانی اماں صاحبہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کے وارث ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں حضرت ام المومنین کی اولاد کی اولاد کو دیکھا۔ خدا کرے کہ بہت دیر تک وہ اپنی دعاؤں سے باغ احمد کے پھلوں اور پھولوں کی خبرگیری کریں۔ بالآخر میں اس **مولود مسعود** کے لئے خصوصیت سے حضرت نواب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ ولادت ان کیلئے ان کے خاندان کیلئے بیش از پیش برکات اور فضلوں کا موجب ہو۔ اور یہ بچہ جو حضرت مسیح موعود مغفور کی آل کے سلسلے میں پہلا مولود ہے۔ اپنے نانا کے رنگ میں رنگین اور دینی اور دنیوی برکات اور فضلوں کا وارث ہو کر جئے اور ہماری بہترین امیدوں کا موجب ثابت ہو۔ والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔ آمین۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

آل و اولاد احمد مغفور کا ادنیٰ خدمتگار **یعقوب علی** تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کا خاندان اور حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست اور اللہ تعالیٰ کی خاص برکات سے حصہ لے رہے ہیں۔

۲۔ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ موسمی تعطیلات کی وجہ سے ۶ ہفتہ کے لئے بند ہو گیا ہے۔ یکم ستمبر کو انشاء اللہ تعالیٰ کھلے گا۔ بعض طلبار کو چندہ مدرسہ وصول کرنے کی اجازت اور سند دی گئی ہے۔

۳۔ ۱۲ جولائی کو سوا بجے کے قریب زلزلہ کا ایک سخت دھکا لگا۔ یہ زلزلہ قریباً پنجاب بھر میں محسوس کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

۴۔ بورڈنگ کی جدید عمارت بن رہی ہے۔ بارش کی وجہ سے استادوں کے کوارٹرز کا کسیقدر نقصان ہوا۔ امید کی جاتی ہے کہ تعطیلات کے بعد مدرسہ کھلنے پر بورڈنگ پورا نہیں تو کسی قدر حصہ بارہ جا سکیگا۔

۵۔ لوکل معزز ہم عصر بدر قادیان کی نوٹیفائڈ کمیٹی کا شاکی ہے۔ کہ انتظام صفائی عمدہ نہیں۔ اور شہر کے باشندے عام طور پر شاکی ہیں۔ کہ کمیٹی کے وجود سے سخت تکلیف ہے۔

۶۔ موسم میں برسات کا رنگ پورے طور پر آ گیا ہے۔ دوسرے تیسرے بارش ہو جاتی ہے۔ قادیان پانی سے محیط ہے۔

ضرورت

الحکم کے لئے ایک کاتب کی ضرورت ہے۔ جو عربی اور اردو دونوں اچھی طرح لکھ سکتا ہو۔ اور سنگسازی بھی جانتا ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو۔

اطلاع

سکرٹری صاحب انجمن تشحیذ الاذہان اطلاع دیتے ہیں۔ کہ چونکہ حافظ عبد الرحیم صاحب دفتر تشحیذ کے ساتھ ملازمت کا تعلق نہیں رکھتے۔ اس لئے دفتر تشحیذ یا دار الکتب کے متعلق کسی قسم کی خط و کتابت ان سے نہ کی جائے۔ اور نہ کوئی روپیہ انجمن مذکور کے متعلق حافظ صاحب کے نام روانہ ہو۔ بلکہ ہر قسم کی خط و کتابت سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان کے نام ہو۔ اور روپیہ محاسب انجمن تشحیذ الاذہان کے نام ہو۔

اسلامیہ کالج میں سٹرائیک

(ایک کالجیٹ کے قلم سے)

اسلامیہ کالج کی سٹرائیک کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ الحکم میں شایع کیا گیا تھا۔ اسکے بعد اسلامیہ کالج کے ایک طالب علم نے ذیل کا مضمون بغرض اندراج الحکم بھیجا ہے جس کو شایع کردینا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

نمبر اول

اسلامیہ کالج کے طلباء کی سٹرائیک کا حال جس قدر پبلک تک پہنچا ہے وہ ان اخبارات کے ذریعہ مشتہر ہوا ہے جو انجمن حمایت اسلام کے متعلق حالات کا تاریک پہلو دکھانے کے لئے مشہور یا بدنام ہیں اسلئے سٹرائیک کے متعلق غلط فہمی قسم قسم کی پھیلنے پھیلانے کا احتمال ہے۔ چونکہ میں اس کالج کا احمدی طالب علم ہوں اور کالج سے میں نے اور میرے دوسرے احمدی بھائیوں نے فایدہ اٹھایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو اس قسم کی غلط فہمیوں کو آپکے اخبار کے ذریعہ (جس نے انجمن کے معاملات میں ہمیشہ حق گوئی کا پہلو لیا ہے) دور کروں۔ وباللہ التوفیق

پہلا باب انجمن حمایت اسلام کی ترقی اور کالج کی کامیابی کے ساتھ انجمن کی منیجنگ کمیٹی میں دو پارٹیاں نشو و نما پا رہی ہیں۔ اور اب کھلے طور پر دونوں پارٹیاں میدان جنگ میں نکل آئی ہیں۔ انمیں سے ایک پرانی پارٹی ہے اور دوسری نئی جماعت

یہ مسلم بات ہے کہ پرانی پارٹی اُن لوگوں کی ہے جو انجمن کے بانی ہوئے اور اسکی ابتدائی مشکلات میں کام آتے رہے۔ اسکی ضروریات کو پورا کرتے رہے۔ سالہا سال کے خلوص محنت اور محبت کو اللہ تعالے نے بار ور کیا اور ایک چھوٹا سا سکول کالج کی شکل میں ترقی کر گیا۔

نئی پارٹی میں وہ لوگ داخل ہیں جنکو خیال ہے کہ کالج کی انتظامی کل بالکل ان کے ہاتھ میں ہو۔ اور انجمن محض انکے مقاصد کا آلہ ہو یا وہ ہوں یا ایسے لوگ جو ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح چلیں۔ یہ جھگڑے انجمن کے کمروں سے نکلکر اخبارات تک اور وہاں سے عدالتوں تک مختلف مقدمات کی صورت میں پہنچے اور اس خانہ جنگی نے انجمن کو مالی نقصان پہنچایا اور انجمن کے اعتماد کو صدمہ پہنچا اور یہ ہونا ہی چاہیئے تھا کہ

لا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم

پہلے سے اسی قسم کا فیصلہ ہے۔ میں یہ ماننے کو طیار نہیں کہ انجمن کی یہ خانہ جنگی اور باہمی نزاع ایسے امور پر مبنی ہو جو ذاتی مفاد اور اغراض کے ذلیل مقصد کو لئے ہوئے ہوں۔ ذاتیات کا اگر کوئی تعلق ہے تو صرف اسقدر کہ دونوں پارٹیوں کے لیڈر اپنا اقتدار اور رسوخ خصوصیت سے چاہتے ہیں اور میں چونکہ حسن ظن کے لئے مامور ہوں اسلئے میں کہوں گا کہ اس مقصد کے حاصل کرنے میں ہر دو فریق کی خواہش کالج کی بہتری اور انجمن کے دوسرے کاموں کی اصلاح ہے۔ میں نئی پارٹی کے ان الزامات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ پرانی پارٹی انجمن کا مال کھانا چاہتی ہے یا اُس نے کھایا۔ یا نئی پارٹی اپنا اقتدار حاصل کرکے اسی قسم کے مفاد کی خواہشمند ہے۔

میں تو یہی سمجھتا ہوں اور اسی کو ماننے کے لئے ہر وقت آمادہ ہوں جب تک واقعات اسکے خلاف کوئی نوعیت پیدا نہ کردیں کہ دونوں پارٹیاں

بھلائی کے گول کی طرف جارہی ہیں

مگر ابتدائی اختلاف رائے جو اختلاف امتی رحمۃ کا مصداق تھا۔ بڑھتے بڑھتے اب لعنت کا رنگ اختیار کرتا جاتا ہے جس سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ ان قومی انسٹیٹیوشنز کے انتظامی جھگڑوں میں اختلاف لئے پھیلا ہوا اور اس سے مخالفت اور عداوت کے بیج پرورش پانے لگے اور اب

دو ملاؤں میں مرغی حرام ہو رہی ہے

میں اگر مخالفت کے اسباب پر تفصیل بحث کروں تو مجھے ڈر ہے کہ الحکم کا ایڈیٹر بوجہ طوالت میرے مضمون کو اندراج الحکم سے روک دے والا ہے چونکہ اسلامیہ سکول میں میں نے تعلیم پائی ہے اسلئے سالہا سال سے اور تقریباً اُس وقت سے (جبکہ خلاف رائے اور اس سے مخالفت کے خیالات پیدا ہوئے) ان جھگڑوں سے واقف ہوں اور مجھے لمبے لمبے ان واقعات کی تفصیل لکھ سکتا ہوں مگر میں ان تمام تفصیلات میں نہ جاکر بڑے بڑے اسباب اور محرکات پر بحث کروں گا

اول - انگریز پرنسپل کا تقرر - اصل جھگڑا دو کانسٹیٹیوشنز کا جھگڑا ہے اور جس کی طرف میں نے ابھی اوپر اشارہ کیا ہے مگر اسکی شاخوں میں بڑی شاخ انگریز پرنسپل کا تقرر ہے نئی پارٹی جو اپنے آپ کو اصلاح طلب فریق کے نام سے نامزد کرتی ہے) یہ چاہتی تھی اور چاہتی ہے کہ کالج کا پرنسپل ہو

گورا ہی ہو

اور پرانی پارٹی انجمن کی مالی حالت اور دوسرے سیاسی پہلوؤں کو مدنظر رکھکر اسکی مخالفت کرتی رہی اور اسکا خیال ہے کہ جہاں تک ممکن ہو

پرنسپل اپنا مسلمان بھائی ہو

میری عمر اور قابلیت کے نوجوان کے لئے اس سوال پر کوئی نتیجہ خیز بحث کرنا شاید ایک مشکل امر ہو کہ دیسی یا ولایتی پرنسپل کا فیصلہ کروں۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ قوم کے معزز اور تعلیم یافتہ اور سالخوردہ اور تجربہ کار اور کہن سال اس سوال کو اسوقت تک طے نہ کرسکے ہوں اور یہی سوال بہت سی رنجشوں اور کشیدگیوں کا موجب ہو چکا ہو اور اگر میں قلم اٹھاؤں تو

چھوٹا منہ بڑی بات

کا مصداق مجھے قرار دیا جائے گا لیکن میں اس سوال پر اپنے خیالات کا اظہار نہ کرنا صرف اس وجہ سے کہ میری عمر اور علم اسکا تقاضا نہیں کرتے۔ بہت بڑی نادانی اور اخلاقی جرات کو کچل دینا ہے۔ اسلئے میں اپنے خیالات جو کچھ بھی ہوں ظاہر کردینا ضروری سمجھتا ہوں ان لوگوں کا جو اس معاملہ سے دلچسپی رکھتے ہیں فرض ہے کہ

کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ آخر دنیا میں قطعی رائے یا صائب رائے اسی طرح سے پیدا ہوا کرتی ہے۔

یوروپین پرنسپل کا تقرر جس بنا پر چاہا گیا یا چاہا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ انتظامی حالت بہترین پیمانہ پر ہو۔ طلبا کی قابلیت اور زباندانی میں ترقی ہو میں تو اسی اصول پر اس سوال کو دیکھوں گا۔ اور پرانی پارٹی کمی اخراجات اور اپنی قومی ترقی کے سوال کو مد نظر رکھکر اسکی مخالفت کرتی ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک یوروپین جسکی مادری زبان انگریزی ہو اس کا لب ولہجہ اور تلفظ بہر حال بہتر ہوگا۔ مگر اسکے ساتھ ہی بعض مشکلات بھی ہیں۔ علی گڈھ کالج اسلامی کالجوں کے لئے ایک نظیر ہو سکتا ہے اور ہونا بھی چاہئیے۔ مگر یوروپین پرنسپل نے پچھلے دنوں علی گڈھ کالج کو جن مشکلات میں ڈالدیا تھا وہ بھی خواہان قوم کی یاد سے ابھی محو نہیں ہوگئی ہیں۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلمانوں میں ایک خاص جوش اور تحریک پیدا ہوگئی تھی۔ اگر قومی اعتماد جو سکریٹری مدرسۃ العلوم کی نسبت ظاہر کیا گیا یا اپنا اثر پیدا نہ کرتا تو مدرسۃ العلوم کی زندگی اور موت کا سوال پیدا ہوگیا تھا۔

ان مشکلات کو چھوڑ کر جو مسلمان پرنسپل کا تقرر جن متعدد فوائد پر مبنی ہے وہ ایک ظاہر امر ہے اول قوم کے نوجوانوں میں اس سے قومی کاموں میں دلچسپی اور مذاق پیدا ہوتا ہے

دوم قوم کے قابل نوجوانوں کے جائز اعزاز اور قومی انسٹیٹیوشنز کو قومی ہاتھوں میں دینے کا موقع ملتا ہے

سوم طلباء اور پرنسپل کے ہم قوم ہونے کی وجہ کر قومی کاموں میں اتحاد اور یگانگت پیدا ہوتی ہے

میرے اس بیان پر پھر علیگڈھ کالج کو پیش کر کے کہا جاویگا کہ کیا یوروپین پرنسپل کے تقرر سے وہاں یہ باتیں حاصل نہیں۔ اور اگر یہ مفاد ایک مسلمان پرنسپل کے وجود سے حاصل ہو سکتے ہیں تو پھر اسلامیہ کالج میں سٹرائک کیوں ہوا؟

اسکا مختصر جواب تو یہ ہے کہ اگر محض سٹرائک کوئی اثر ان مفاد پر ڈال سکتا ہے تو گورنمنٹ کالج لاہور اور علی گڈھ کالج میں سٹرائک کیوں ہو گیا تھا؟

علی گڈھ کالج کے مدبر اور بزرگ ٹرسٹی غافل یا بیفکر نہیں ہیں۔ اور وہ دل سے خواہش کرتے ہیں کہ انکے کالج کے لئے جس قدر زیادہ مسلمان پروفیسر ملسکیں وہ انکی مسرت اور دلی تمنا کا باعث ہے بلکہ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو علی گڈھ کی انتظامی باڈی نے یہ انتظام کیا ہے کہ ولایت میں ایسے نوجوان بھیجے جائیں جو پروفیسری کے لئے تیار ہو سکیں۔

نواب وقار الملک بالفاظ جب پالیسی پر کالج کو اب لیڈ کر رہے ہیں۔ اور اولڈ بوائز کا ہاتھ انتظامی امور میں بڑھا رہے ہیں۔ وہ

کالج کے شاندار مستقبل

کی امید دلاتا ہے پس اگر انجمن حمایت اسلام کی پرانی پارٹی یہ چاہتی ہے کہ کالج میں مسلمان پرنسپل ہو تو اسکی سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ مسلمان نوجوانوں کی قابلیت سے فایدہ اٹھایا جاوے۔ یا کم از کم انکو اس قابل بنایا جاوے کہ وہ اپنے کالجوں کو خود چلا سکیں اور اگر ابتداء تو کم از کم پرنسپل یا پروفیسروں کے لئے دوسروں کا دست نگر نہ ہونا پڑے تو اس میں کیا برائی ہے یہ تسلیم کرنا نہایت مشکل ہے کہ مسلمانوں میں ایک بھی قابل نوجوان نہیں ہے جو ایک کالج کا پرنسپل ہو سکے۔ اگر باوجود اسقدر تعلیمی ترقی کے ایک بھی نوجوان اس قابل نہیں ہوا تو پھر مسلمانوں کی بدقسمتی میں کیا شبہ ہوگا۔

ہاں! یہ بھی ضروری ہے کہ جس نوجوان کے ہاتھ میں اتنی بڑی ذمہ واری کا کام دیا جاوے اسے کم از کم اس عہدہ اور کام کی اہمیت کا لحاظ کر کے نبھانے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ ہاں! قوم کا فرض ہے کہ اسے قابل بنانا ضروری ہے۔ نہ یہ کہ اسے مشکلات میں ڈالا جاوے۔

راقم ۔ مبلوک (باقی دوسرے نمبر میں)

محمد احمد سلمہ الله الاحد کا عقیقہ

عالیجناب نواب محمد علی خان صاحب کے مشکوئے معلی میں مولود مسعود کی خبر دوسری جگہ درج کی گئی ہے۔ اس بچے کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے محمد احمد تجویز فرمایا۔ مبارک ہو۔

۱۷ جولائی ۱۹۱۰ء کو محمد احمد کا عقیقہ ادا کیا گیا۔ نواب صاحب قبلہ نے اس تقریب پر قادیان کی احمدی جماعت کو نہایت فراخدلی سے دعوت دی اور دل کھول کر خرچ کیا

اگرچہ ایسی دعوتیں جو کبھی کبھار نواب صاحب ایسے ذی ہمت بزرگوں ہی کی طرف سے ہو سکتی ہیں۔ مقامی ضعفاء اور غرباء کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ مگر بعض اوقات بعض قومی ضرورتیں کھانے پینے کی آئی جیسکول اور چٹخاروں سے زیادہ ضروری اور قیمتی ہوتی ہیں۔ ایسی دعوت پر ایک بیشقرار رقم خرچ ہوئی ہے اگر نواب صاحب قبلہ عقیقہ میں صرف دو بکروں کی ذبح پر ہی اکتفا کر لیتے۔ اور یہ کل رقم لنگر خانہ میں جو آج کل بہت زیادہ مدد کا محتاج ہو رہا ہے دے دیتے تو جہاں ایک طرف لنگر کو بہت بڑی قیمتی مدد ملتی وہاں ایک عمدہ نظیر لوگوں کے لئے قایم ہو جاتی جو ایسی تقریبوں پر دل کھول کر روپیہ صرف کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں۔ ایک وقت کی دعوت کا خرچ لنگر خانہ کے ایک مہینے کے خرچ کے کام آسکتا تھا۔

تاہم میں یقین کرتا ہوں کہ نواب صاحب قبلہ ایسی روح اور قومی درد سے آشنا دل رکھنے والا بزرگ اپنی قومی انسٹیٹیوشنز کو بھی بخوبی یاد رکھیگا۔ بہرحال محمد احمد کی ولادت نے قومی خوشی کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ اللہ تعالٰے سے دعا ہے کہ وہ پھلے پھولے اور قرۃ العین ہو کر جیئے!

❖

مبارکباد:- اسی ہفتہ زیر اشاعت میں ہمارے معزز قاضی ظہور الدین صاحب اکمل اسسٹنٹ ایڈیٹر تشحیذ کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالٰے اُسے نیک اور سعادتمند بناوے۔ اور وہ نافع الناس ہو کر جیئے! آمین!!!

مختصر نوٹ

امرتسر کی ہندو آبادی میں کمی

موت اور حیات اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اور کسی طاقت اور ہستی کو اسپر اقتدار اور حکومت حاصل نہیں ہے امرتسر کی ہندو آبادی میں موت بڑھ رہی ہے اور پیدائش کی تعداد میں کمی ہو رہی ہے اسپر لاہور کا ٹریبیون اخبار ہندو لیڈروں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ گورنمنٹ اور میونسپلٹی کو اُن تدابیر کے اختیار کرنے پر متوجہ کریں جو کمی موت اور بیشی پیدائش اہل ہنود کا باعث ہو سکیں۔ ایسی رائے اس شخص کی قلم اور زبان سے نکل سکتی ہے جسکو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اوسکی صفات پر کوئی علم و یقین نہ ہو ہندو لیڈروں اور میونسپلٹی یا گورنمنٹ کے قبضہ قدرت میں اگر موت کا روکدینا ہوتا تو گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ پانی کیطرح طاعون کے انسداد کیلئے بہا دیا مگر کوئی تجویز کارآمد نہ ہو سکی۔ پس موت اور حیات کو اپنے قبضہ و اختیار میں سمجھنا سخت نادانی ہے۔

نیچ ذاتوں میں اشاعت اسلام

مولوی عزیز مرزا صاحب بی اے سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے ہندوؤں کی نیچ ذاتوں میں اشاعت اسلام کیطرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اشاعت اسلام کے متعلق جسقدر تجویزیں اور عملی تحریکیں ہوں وہ کارآمد اور مفید ہونے کے علاوہ مسلمانوں کے فرائض میں داخل ہیں۔

اشاعت اسلام کے سوال کے ساتھ حفاظت اسلام کے سوال کو کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے جس طرح پر شدھی سبھا کوشش کر رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو آریہ بنائے اسیطرح مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ شدھی سبھا کی کوششوں کو بارور ہونے سے روکے اور اسکی صورت یہی ہے کہ اخلاص کے ساتھ مسلمانوں کے اس طبقہ میں جو اصول اسلام سے ناواقف ہے اور جو نومسلم ہے اسلام کے اصولوں کی حقیقت ذہن نشین کیجاوے اور آریہ مذہب کی کمزوری سے انہیں آگاہ کیا جاوے ؛

یادگار کی معقول صورت

ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے قیصر ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کی یادگار کو دق اور سل کے مریضوں کے ہسپتال کی صورت میں قایم کرنیکی تحریک کی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ محض اینٹ اور پتھر کی یادگاروں اور مجسموں کے مقابلہ میں یادگار کی یہ صورت نہایت مفید معقول اور کارآمد ہے میری رائے میں ایسی تجویز پر بالاتفاق عمل ہونا چاہیئے مگر زمانہ کی رَو کو کون بدل سکتا ہے آج بتوں اور مجسموں کے نصب کرنے پر عام زور دیا جاتا ہے ؛

لیڈی منٹو کا پیام حجاج عورتوں کو

لیڈی منٹو نے ان مسلمان عورتوں کو جو حج کیلئے جاتی ہیں مسز کری کے ہاتھ جو پلگرم ڈیپارٹمنٹ بمبئی کی لیڈی سوپرنٹنڈنٹ ہیں یہ پیغام بھیجا ہے کہ مجھکو تمہارے حج کے جانے اور پاک فرض حجاز میں جاکر ادا کرنے سے بڑی دلچسپی اور شوق ہے۔

لیڈی منٹو کو حجاز اور مناسک حج سے پوری واقفیت ہے مسلمان خواتین کے لئے اپنے ملک کی والسرائے کی بیگم کا یہ پیغام نہایت تسلی بخش اور خوش کن ہے خدا اُسے برکت دے۔ آمین

راگ کے ذریعہ علاج اور مہاراجہ اجی گڑھ

اخبارات میں یہ خبر آجکل بڑی دلچسپی سے گشت کر رہی ہے کہ موغا کر میں ایک جوان سنیاسی ہے جسکی نظر دن میں بلا کی تاثیر ہے اور وہ راگ کے ذریعہ علاج کرتا ہے۔ یہہ کوئی عجیب بات نہیں مجھے سال گذشتہ میں ریاست اجیگڈھ کے علم دوست اور نیک سیرت مہاراجہ صاحب کی حضور شرف نیاز حاصل تھا۔ اثنائے ملاقات میں مختلف علمی امور پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا مہاراجہ صاحب بہادر نے مجھے موسیقی کے متعلق سوال کیا تو میں نے اسکے فلسفہ پر ایک تقریر کی جس سے ہز ہائینس ازحد محظوظ ہوئے اسی ضمن میں میں نے بتایا کہ راگ ایک سائنس ہے اور اب امریکہ میں راگ کے ذریعہ مریضوں کے علاج کی کوشش کیجا رہی ہے میرے اس بیان پر ہز ہائینس (جنہوں نے ہر فن میں ضخیم کتابیں تصنیف کی ہیں) نے اپنی تصنیفات متعلقہ موسیقی کا ایک بڑا بستہ منگوایا اور انہوں نے مجھے دکھایا اور بتایا کہ کس طرح پر مختلف امراض کا علاج مختلف راگوں اور راگنیوں سے ہو سکتا ہے سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ہر مرض کے علاج کے لئے جو راگ انہوں نے تجویز کئے ہیں وہ تصنیف بھی خود ہی کئے ہیں اور اسطرح انہوں نے فن موسیقی میں نہ صرف کمال بلکہ ایک خوبی پیدا کر دی ہے پس راگ کے ذریعہ علاج یہ کوئی نئی بات نہیں ہز ہائینس مہاراجہ صاحب اجیگڈھ نے راگ کے ذریعہ بعض مریضوں کا علاج خود کیا اور وہ بالکل اچھے ہو گئے۔ ہندوستان میں ایسے صاحب کمال موجود ہیں مگر افسوس زمانہ کو انکی خبر نہیں مہاراجہ صاحب موصوف موجد اور مصنف اور طبیب ہونے کی حیثیت سے ایک خاص شان رکھتے ہیں اور صاحب تصنیفات کثیرہ ہیں بڑا افسوس ہے کہ انمیں سے بہت ہی کم چھپی ہیں۔ آپ نے ازراہ قدردانی ایڈیٹر الحکم کو اس خدمت پر ممتاز فرمانے کا ایما فرمایا تھا کہ وہ آپ کی ایجادات و تصنیفات اور ادویات کو رفاہ عام کیلئے شائع کرنیکا انتظام کرے مگر وہ قادیان کی محبت کو کسی دوسری جگہ کی محبت پر قربان کرنیکی خواہش نہیں رکھتا تھا تاہم ہز ہائینس کی بعض کتابیں انشاءاللہ ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ شائع ہونگی جو خدا کے فضل سے نہایت مفید ثابت ہو سکتی ہیں ؛